Quick Booklet

مدینہ سے کربلا کا سفر

مفتی محمد راحت خان قادری- انڈیا

Anjuman Siraat'e Mustaqim
Let's Understand Islam

فضائل حسنین در اقوال سرور کونین

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

☆ہمارے یہ دونوں بیٹے نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔
☆ان کا دوست ہمارا دوست، ان کا دشمن ہمارا دشمن۔
☆یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔ ☆ حسین میرا ہے، میں حسین کا ہوں، اللہ دوست رکھے اس کو جو حسین کو دوست رکھے۔



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت

علامہ ابواسحٰق اپنی کتاب نورالعین فی مشہد الحسین میں تحریر فرماتے ہیں :
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید نے پوچھا کہ ابّا جان! آپ کے بعد خلیفہ کون ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا خلیفہ تو تو ہی بنے گا مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن، کوئی کام حضرت امام حسین کے مشورے کے بغیر مت کرنا، انھیں کھلائے بغیر نہ کھانا، انھیں پلائے بغیر نہ پینا، سب سے پہلے اُن پر خرچ کرنا پھر کسی اور پر، پہلے انھیں پہنانا پھر خود پہننا۔ میں تجھے حضرت امام حسین ، ان کے گھر والوں اور ان کے کنبے بلکہ سارے بنی ہاشم کے لیے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے بیٹے! خلافت میں ہمارا حق نہیں وہ امام حسین، ان کے والد حضرت علی اور ان کے اہل بیت کا حق ہے۔ تم چند روز خلیفہ رہنا پھر جب حضرت امام حسین کے لیے مکمل حالات ساز گار ہو جائیں تو پھر وہی خلیفہ ہوں گے یا جسے وہ چاہیں تاکہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے ہم سب امام حسین اور ان کے نانا کے غلام ہیں انھیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ و رسول ناراض ہوں گے۔ تو پھر تیری شفاعت کون کرے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

یزید نے پہلا اور خطرناک حملہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس طرح کیا کہ آپ کی بیوی "جعدہ" کو بہکایا کہ اگر تو زہر دے کر امام کا کام تمام کردے گی تو میں تجھ سے نکاح کرلوں گا۔ اس نے بادشاہ کی بیگم بننے کے لالچ میں جنتی سردار کا ساتھ چھوڑ کر، آخرت کو بھول کر کئی مرتبہ آپ کو زہر دیا لیکن جب خاص اثر نہ دکھا تو بہت ہی سخت اور تیز قسم کا زہر دیا جو آپ کی

شہادت کا سبب بنا۔ کلیجے کو دہلا دینے والی جب یہ خبر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو بھائی کے پاس حاضر ہوکر سرہانے بیٹھ کر معلوم کیا حضرت کو کس نے زہر دیا؟ فرمایا: اگروہ ہے جو میرے خیال میں تو اللہ بڑا بدلہ لینے والا ہے، اور اگر نہیں، تو میں بے گناہ سے عوض نہیں چاہتا۔

پھر جانے والے امام نے آنے والے امام کو یوں وصیت فرمائی، حسین! دیکھو سفیہان کوفہ (کوفہ کے بیوقوفوں) سے ڈرتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں باتوں میں لے کر بلائیں، اور وقت پر چھوڑ دیں، پھر پچھتاؤ گے اور بچاؤ کا وقت گزر جائے گا۔اس زہر ہلاہل کے اثر سے پینتالیس سال چھ ماہ چند روز کی عمر میں بمقام مدینہ طیبہ 5/ربیع الاول 49ھ آپ نے وفات پائی، جنت البقیع میں خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے پہلو میں مدفون ہوئے۔

یزید کی مخالفت کا سبب

یزید حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اپنے فسق و فجور والے دل کوخوش کرچکا تھا۔60ھ کو جب یزید دمشق میں تخت حکومت پر قابض ہو کر شہنشاہ بن بیٹھا تو اب اس کو حضرت امام حسین یاد آئے لہذا اس نے تمام مسلم ریاستوں اور صوبوں کے گورنر و حکام اور عاملوں کو خط لکھ کر یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو اس کے ہاتھ پر بیعت کروائیں چنانچہ اسی سلسہ میں مدینہ منورہ کے عامل ولید بن عقبہ کو بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت لینے کے لیے ایک خط لکھا ، جب ولید بن عقبہ یزید کے اس پیغام کو لے کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت سے اس لیے انکار کردیا کیوں کہ یزید فاسق اور شرابی تھا۔

سید الشہدا کی مدینہ منورہ سے روانگی

یزید کی بیعت مسترد کرنے کے بعد آپ نے ماہ شعبان کی 4/ تاریخ 60ھ کو مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کرنے کا عزم فرمایا، اور یہ رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضۂ منورہ میں گزاری، امام آرام میں تھے خواب میں ناناجان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا:
حسین وہ وقت قریب آتا ہے ہے کہ تم پیاسے شہید کیے جاؤ اور جنت میں شہیدوں کے بڑے درجے ہیں"۔
یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی، اٹھ کر روضۂ مقدس کے سامنے رخصتی کے لیے نمناک آنکھوں کے ساتھ حاضر ہوئے دل جانے کو تیار نہیں حالات کوچ کا تقاضہ کر رہے ہیں۔ شعبان کی چوتھی رات کے تین پہر گزر چکنے کے بعد امام عالی مقام مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ رخصت ہوئے،یہاں پہنچ کر آپ نے مستقل طور پر مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرلی۔

کوفیوں کے خطوط اور حضرت امام مسلم کی شہادت

جب کوفہ والوں کو حضرت امام حسین کے یزید کی بیعت ٹھکرا دینے کے بعدمدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانے کی خبر ملی تو ان کے بہت سے قبیلوں اور گروہوں نے بالاتفاق آپ کی طرف ایک خط لکھا جس میں انھوں نے آپ کو اپنے یہاں کوفہ آنے کی دعوت دی حضرت امیر معاویہ اور یزید کی ولی عہدی کا ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا گیا کہ ہمارے سر پر کوئی امام نہیں ہے آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں ہم جان و مال سے آپ کی مدد و نصرت اور خدمت و حمایت کے لیے تیار ہیں خدائے تعالیٰ آپ کی برکت سے ہمیں حق کی حمایت نصیب فرمائے اور اپنے اس مطالبہ پر بہت اصرار کیا اور پے در پے کوفہ کے ہر قبیلہ اور ہر جماعت کی طرف سے لگ بھگ ایک سو خطوط جمع ہوجانے پر آپ نے لکھا کہ میں اپنے معتمد چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں، اگر یہ تمہارا معاملہ ٹھیک دیکھ کر اطلاع دیں گے تو ہم جلد آئیں گے۔

حضرت امام مسلم کوفہ پہنچے، ادھر کوفیوں نے امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور مدد دینے کا وعدہ کیا، بلکہ اٹھارہ ہزار داخل بیعت بھی ہوگیے اور حضرت مسلم کو یہاں تک باتوں میں لے کر اطمینان دلایا کہ انھوں نے امام حسین کو تشریف لانے کے لیے خط لکھ کر روانہ کر دیا۔
ادھر کوفیوں نے یزید کو خبر کردی کہ حسین نے مسلم کو بھیجا ہے کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں، اگر کوفہ کا بھلا منظور ہے تو اپنی طرح کوئی زبردست ظالم بھیج۔

اُس نے عبداللہ بن زیاد کو حاکم بنا کر بھیجااور حکم دیا کہ مسلم کو شہید کیا جائے یا کوفہ سے نکال دیا جائے۔ جب ابن زیاد نے کوفہ پہنچ کر امام کمسلم کے ساتھ اٹھارہ ہزار کی جماعت دیکھی تو امیروں کو دھمکانے پر مقرر کیا، کسی کو دھمکی دی، کسی کو لالچ سے توڑا۔یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں امام مسلم کے پاس صرف تیس آدمی رہ گیے۔ مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر مسجد سے باہر نکلے کہ کہیں پناہ لیں لیکن جب دروازہ سے باہر آئے ایک بھی ساتھ نہ تھا، آخر ایک گھر میں پناہ لی ۔ ابن زیاد نے خبر پاکر فوج بھیجی جس نے مکان کا محاصرہ کرلیاآپ نے بہادری سے ان کا مقابلہ کیاجب نامردوں کا اس اکیلے مردِ خدا پر بس نہ چلا تو چھتوں پر چڑھ گیے پتھر اور آگ کے لوکے پھینکنے شروع کیے۔ابن اشعث نے دیکھا کہ اس تمام کے باوجود ہمت و جواں مردی میں کوئی کمی نہیں آئی تو بولا :’آپ کے لیے امان ہے نہ آپ قتل کیے جائیں نہ کوئی گستاخی ہو۔آپ تھک کر دیوار سے پیٹھ لگاکر بیٹھ گیے، خچر سواری کے لیے حاضر ہوا، اس پر سوار کیے گیے، ایک نے آپ کے ہاتھ سے تلوار لے لی آپ نے فرمایا: یہ پہلا دھوکہ ہے۔

ابن اشعث نے کہا :کچھ خوف نہ کیجیے۔ فرمایا: وہ امان کدھر گئی؟۔۔۔پھر رونے لگے۔ایک شخص بولا تم جیسا بہادر روئے!! فرمایا:اپنے لیے نہیں روتا ہوں، رونا حسین اور آلِ حسین کا ہے وہ تمہارے اطمینان پر آتے ہوں گے اور اُنھیں اس مکر و بد عہدی کی خبر نہیں۔جب آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو اس ظالم نے آپ کو وحشیانہ طریقہ سے سرکٹواکر شہید کیا اور لاشِ

مبارک محل سے باہر کوفیوں کے سامنے پھینک دی۔ یہ افسوس ناک واقعہ 3/ذی الحجہ 60/ہجری کو رونما ہوا، ابن زیاد نے آپ کے دو چھوٹے شہزادے محمد اور ابراہیم کو بھی آپ کے ساتھ شہید کر دیا۔

امام عالی مقام کا عزم کوفہ

حضرت امام مسلم کی شہادت کے دن(بعض سیرت نگاروں نے آپ کی تاریخ روانگی 8/ذی الحجہ لکھی ہے) مکہ مکرمہ سے کوفہ کی جانب کوچ فرماتے ہیں۔ آپ کی روانگی کا سبب یہ تھا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت سے پہلے آپ کو ایک خط لکھ دیا تھا جس میں انھوں نے آپ سے کوفہ تشریف لانے کی درخواست کی تھی۔

دوستوں کی بے قراری اور مشورے

حضرت امام عالی مقام نے جب کوفہ کے سفر کی مکمل تیاری کر لی تو اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ کو اس ارادہ سے روکا لیکن آپ نہیں رکے اور فرمانے لگے میں نے اپنے والد محترم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مینڈھا کی وجہ سے کعبۃ اللہ کی عزت و حرمت پامال کی جائے گی۔ لہذا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مینڈھا میں ہی نہ بن جاؤں۔ لہذا آپ سفر پر نکل پڑے راستہ میں ہی حضرت امام مسلم کے شہید ہوجانے کی خبر ملی۔

راستے میں الحر سے ملاقات

امام عالی مقام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عراق کی جانب چل پڑے جب کوفہ دو منزل رہ گیاتو سواروں کی ایک جماعت نظر آئی یہ حر تھے جن کو ابن زیاد بد نہاد نے ایک ہزار سواروں پر افسر بناکرامام عالی مقام کو ابن زیاد کے پاس لے جانے کے لیے بھیجا تھا۔ جب یہ قافلہ ٹھیک دوپہر میں اصحاب امام کے پاس اترا تو آپ کے حکم سے ان کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلایا گیا۔ ظہر کے وقت اذان ہوئی پھر امام عالی مقام نے ان لوگوں سے فرمایا: تمہاری طرف میرا آنا اپنی مرضی سے نہیں ہوا، تم نے خط اور قاصد بھیج بھیج کربلایا، اب اگر اطمینان کا اقرار کرو تو میں تمہارے شہر چلوں، ورنہ واپس جاؤں۔ کسی نے جواب نہ دیا آپ کے حکم پر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی۔ امام نے حر سے کہا اپنے ساتھیوں کو تم نماز پڑھاؤگے؟ عرض کیا: ہم سب آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ نماز کے بعد حر نے کہا: میں خط بھیجنے والوں میں سے نہیں، مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب آپ کو پاؤں تو ابن زیاد کے پاس پہنچا دوں۔

میدانِ کربلا میں نزولِ اجلال

کچھ گفتگو کے بعد حضرت امام حسین کوفہ کا راستہ چھوڑ کر ایک دوسرے راستہ پر چل پڑے، 61 رہجری محرم کی دوسری تاریخ کو میدان کربلا میں پڑاؤ ڈالا، اس جگہ اترنے کے بعد آپ نے اس جگہ کا نام دریافت کیا تو بتایا گیا اس جگہ کو کربلا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ جگہ مقام کرب و بلا یعنی رنج اور مصیبت والی جگہ ہے۔ پھر آپ کے تمام ہمراہی اتر پڑے اور اپنا سامان نیچے رکھ دیا۔ حر نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ میدان کربلا میں ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ڈیرہ ڈال دیا۔

ابن زیاد کا خط

ابن زیاد نے حضرت امام حسین کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس میں آپ سے یزید کی بیعت قبول کرنے کا مطالبہ کیا گیا جب یہ خط آپ کو ملا تو آپ نے اس خط کو پڑھنے کے بعد پھینک دیا اور قاصد سے فرمایا: اس خط کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ قاصد نے واپس جاکر ابن زیاد کو پورا ماجرا سنایا تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور عمرو بن سعد کو اس کا سپہ سالار متعین کیا۔ اس بدبخت کو ابن زیاد نے کفار سے جہاد کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور فتح کے بدلے میں حکومتِ رَے (موجودہ تہران) کا فرمان لکھ دیا تھا امام کی خبر پاتے ہی ان سے مقابلہ کا حکم دیا پہلے تو اس نے انکار کیا لیکن جب ابن زیاد نے اس سے یہ کہا کہ یا تو حضرت امام حسین سے لڑنے کے لیے باہر نکلو یا "رَے" کی حکومت سے دست بردار ہو کر اپنے گھر جا بیٹھو۔ تو اس نے حکومت کے لالچ میں امام سے جنگ کو اختیار کیا۔ پیچھے سے ابن زیاد نے مزید فوجی دستے بھیجے جس کی وجہ سے ابنِ سعد کے پاس بائیس ہزار کی فوج جمع ہو گئی۔

اہلِ بیت کا پانی بند کر دیا گیا

بائیس ہزار کے اس عظیم لشکر نے نہر فرات کے کنارے اپنا کیمپ لگا لیا، حضرت امام حسین اور اہل بیت اطہار کے ساتھ آپ کے ساتھیوں پر بھی پانی کو بند کر دیا گیا۔ ابن سعد کی قیادت میں حضرت امام حسین سے جنگ کرنے کے لیے میدان میں آنے والی اس یزیدی فوج میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے اور (حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر) آپ سے بیعت کی تھی۔

حق و باطل کا معرکہ

نویں محرم کو رات میں حضرت امام حسین کی جب آنکھ لگ جاتی ہے تو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کرتے ہیں سرکار اپنے لختِ جگر کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں: "الٰہی حسین کو صبر و اجر عطا کر اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم جلد ہی ہم سے ملوگے اور اپنا روزہ ہمارے پاس افطار کروگے۔ جوشِ مسرت میں امام کی آنکھ کھل گئی ، کچھ ضروری کام کرنے کے بعد امام اپنے اہل اور ساتھیوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا : "صبح ہمیں دشمنوں سے ملنا ہے، میں نے بخوشی تم سب کو اجازت دی، ابھی رات باقی ہے جہاں جگہ پاؤ چلے جاؤ اور ایک ایک شخص میرے اہل بیت سے ایک ایک کو ساتھ لے جاؤ، اللہ تم سب کو جزائے خیر دے، دیہات و شہر میں پھیل جاؤیہاں تک کہ بلا ٹل جائے، دشمن جب مجھے پائیں گے تمہارا پیچھا نہ کریں گے"۔
یہ سن کر امام کے بھائیوں، صاحبزادوں، بھتیجوں اور عبد اللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے عرض کی: یہ ہم کس لیے کریں، اس لیے کہ آپ کے بعد زندہ رہیں، اللہ ہمیں وہ منحوس دن نہ دکھائے کہ آپ نہ ہوں اور ہم باقی ہوں۔ امام مسلم کے بھائیوں نے عرض کیا ہم جاکر لوگوں سے کیا کہیں گے کہ اپنے آقا اور اپنے سردار کو دشمن کے بیچ چھوڑ کر بھاگ آئے۔ خدا کی قسم! ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے بلکہ اپنی جانیں ، اپنے بال بچے آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ پر قربان ہوکر مر جائیں گے۔

حر بارگاہ حسینی میں

دسویں محرم کو جب ابن سعد کا لشکر جنگ کے لیے سوار ہوا، امام عالی مقام کے نوجوان ساتھی یکے بعد دیگرے داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت پانے لگے اور جب پچاس سے زائد جواں مرد ساتھی شہید ہوگیے تو اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہے کوئی مددگار اللہ کے لیے ہماری مدد کرنے والا، ہے کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرمِ پاک کو دشمنوں سے بچانے والا۔ حر بن یزید نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر حسینی میں شامل ہوگیے عرض کی اے فرزند رسول! میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس نے آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت و گستاخی کی تھی اب میں آپ کے غلاموں میں شامل ہوگیا ہوں مجھے حکم دیجئے تاکہ میں آپ کی نصرت و حمایت میں لڑتے ہوئے قربان ہوجاؤں اور یہ جاں نثاری میرے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جائے اور کل قیامت کے دن آپ کے نانا کی شفاعت نصیب ہوجائے۔ اس کے بعد حُرّ نے دشمنان اہل بیت سے جرأت و بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور شہید ہوگیے۔

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام عالی مقام کے ساتھیوں میں سے جب تک ایک بھی باقی رہا تب تک انہوں نے امام پاک کے بھائی، بیٹے اور بھتیجے وغیرہ کسی بھی بنی ہاشم کو میدان میں نہیں جانے دیا بلکہ خود مقابلہ کیا تیر وسنان کی تیز بارش میں بھی کسی کی طرف ایک تیر تک نہ آنے دیا۔اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرابت داروں نے مورچہ سنبھالا۔ اولاد عقیل، فرزندان حضرت علی اور حضرت قاسم بن حسن، حضرت عباس علم برداررضوان اللہ تعالیٰ علیہم جب جام شہات نوش فرما چکے تو حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان مقابلہ میں آئے اور جلال ذوالفقاری سے دشمنوں پر ہیبت طاری کردی آپ کی شہادت کے بعد حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب شہید ہوگئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ برہنہ تلوار لے کر میدان میں تشریف لائے اور مقابلہ کرنے لگے جو سامنے آیا آپ اس کو تہِ تیغ کرتے گیے یہاں تک کہ بے شمار یزیدی مارے گئے، لاشوں کے ڈھیر لگ گیے، بائیس ہزار دشمنوں کا مقابلہ تین دن کے بھوکے پیاسے اور پھر تنہا جب جسمِ اقدس زخموں سے چور چور ہوگیا اور آپ بالکل نڈھال ہوگیے، شمر ذی الجوشن نے دیکھا کہ اب حضرت امام میں مقابلہ اور جنگ کی سکت نہ رہی تو وہ فوج کا ایک دستہ لے کر آگے بڑھا اور حضرت امام حسین اور خیمۂ اہل بیت کے درمیان حائل ہوگیاامام عالی مقام نے فرمایا: اے بزدلو، شیطانو جنگ تمہاری اور میری ہے مجھ سے مقابلہ کرو مستورات کی طرف نہ جاؤیہ سن کر شمر نے اپنے سپاہیوں کو حضرت امام عالی مقام سے مقابلہ کا حکم دیاچنانچہ شمر کے سپاہیوں نے چاروں طرف سے تیروں اور نیزوں سے حملہ کردیا آپ شہید ہوکر گھوڑے سے نیچے آگیے خولی بن یزید نے آپ کے سرِ مبارک کو تن سے جدا کردیا۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

نوٹ: اس مقالہ کے تمام مضامین مندرجہ ذیل کتابوں سے کچھ حذف و اضافہ یا معمولی سی ترمیم و تسہیل کے ساتھ ماخوذ ہیں

سر الشہادتین : حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
آئینۂ قیامت : استاذزمن حضرت علامہ حسن رضا خاں
خطبات محرم : حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی
سوانح کربلا : صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی

جزاک اللہ تعالیٰ

Anjuman
Siraat'e
MustaQim
Let's Understand Islam